رہ نمائی

عذابِ آخرت کی ہولناکیاں

توحید احمد خاں رضوی

اس فانی دنیا میں کسی کو ہمیشہ نہیں رہنا ہے بلکہ اک نہ اک دن ہر کسی کو یہ دنیا چھوڑ کر آخرت کا سفر طے کرنا ہے۔مگر پھر بھی غافل لوگ اس فانی دنیا کی چند روزہ عیش وعشرت کی وجہ سے مسرور، موت کی سختیوں سے غافل اور دنیا کی لذتوں میں بدمست ہیں، اہل وعیال کی چند روزہ انسیت اور دوستوں کی وقتی محبت میں اندھیری قبر کی تنہائیوں کو بھولے بیٹھے ہیں۔مگر اچانک موت کا فرشتہ آئے گا اور ان کی ساری امیدیں خاک میں مل کر رہ جائیں گی۔

کامیاب شخص وہی ہے جو موت سے پہلے خواب غفلت سے بیدار ہو جائے، گناہوں سے نفرت کرنے لگے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے اطاعت الٰہی میں مشغول ہو جائے۔اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

دنیا کی زندگی کا دھوکا: افسوس ہے اس شخص پر جو چند روزہ دنیا کی زندگی کے دھوکے میں پڑ کر موت کی سختیوں، قبر کی تاریکیوں، اور حساب وکتاب کو بھول جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا کے دھوکے سے بچنے کے لیے لوگوں کو تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ.

(پ ۲۲، سورۂ فاطر، آیت ۵)

ترجمہ: اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمھیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی (یعنی شیطان)۔

اللہ عزوجل نے اس آیت میں بندوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچ ہے، مرنے کے بعد ضرور اٹھنا ہے اور ہر ایک کو اپنے اعمال کا حساب کتاب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دینا ہے تو ایسا نہ کرنا کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جاؤ۔

نقصان میں کون؟ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

(پ ۲۸، سورۂ منافقون، آیت ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمھیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ ایسا نہ ہو کہ تم دنیا میں مشغول ہو کر دین کو فراموش کر دو اور مال کی محبت میں اپنے حال (انجام) کی پرواہ نہ کرو اور اولاد کی خوشی کے لیے آخرت کی راحتوں سے غافل رہو۔اور یہ بھی بتا دیا کہ جو ایسا کرے یعنی اس فانی دنیا کے پیچھے آخرت کی باقی رہنے والی نعمتوں کی پرواہ نہ کرے وہی گھاٹے میں ہے۔

اور فرماتا ہے: اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ (پ ۲۸، سورۂ تغابن، آیت ۱۵)

ترجمہ: تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں۔اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

محاسبۂ نفس: انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے۔اللہ تعالیٰ نفس کے محاسبہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔

(پ ۲۸، سورۂ حشر، آیت ۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان اپنے گذشتہ اعمال کا محاسبہ کرے۔اسی لیے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ ہو، تم خود اپنا محاسبہ کر لو اور اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال تولے جائیں تم خود اپنے اعمال تول لو“۔

محاسبۂ نفس اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:
جب رات ہوتی تو امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے قدموں پر چابک مارتے اور اپنے نفس سے کہتے تو نے آج کیا عمل کیا؟

ذرا غور! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جن کو حیات ہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی تھی، وہ اپنے نفس کا کس طرح محاسبہ فرما رہے ہیں۔ اور ہم خطا کار سیہ کار انسانوں کا کیا حال ہے، رات و دن غفلت میں گزار رہے ہیں پھر بھی اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف: سچا اور کامل مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مغفرت کی امید رکھے اور اس کے عذاب سے ڈرتا بھی رہے۔

ارشاد ربانی ہے: **فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ۔**
(پ٦، سورۂ مائدہ، اٰیت ٤٤)

ترجمہ: لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو۔

رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب کوئی بندہ خوف الٰہی سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں''۔
(الترغیب والترہیب)

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سات آدمیوں کا ذکر فرمایا کہ جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا، ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور وعید کو یاد کیا اور اپنے قصور کو یاد کر کے خوف الٰہی سے اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، اور خوف الٰہی کی وجہ سے وہ نافرمانی اور گناہوں سے کنارہ کش ہو گیا۔ (صحیح بخاری شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو آدھی رات میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے راہ خدا میں نگہبانی کرتے ہوئے رات گذاری''۔ (سنن ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی مگر جو آنکھ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رک گئی، جو آنکھ راہ خدا میں بیدار ہوئی اور جس آنکھ سے خوف الٰہی کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا وہ رونے سے محفوظ رہے گی''۔ (الترغیب والترہیب)

جن بندوں کے اندر خشیت الٰہی ہے اللہ تعالیٰ ان کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے:
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ۔
(پ: ٣٠، سورۂ بینہ، اٰیت٨)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے (اللہ تعالیٰ سے) یہ اس کے لیے جو اپنے رب سے ڈرے۔

اور ارشاد فرماتا ہے: **سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰی۔**
(پ: ٣٠، سورۂ اعلیٰ، اٰیت ١٠)

ترجمہ: عنقریب نصیحت مانے گا (وہ) جو ڈرتا ہے۔

نفس کے ساتھ جہاد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے
افضل الجهاد جهاد النفس. (بیهقی)
نفس کے ساتھ جہاد بہترین جہاد ہے۔

صحابۂ کرام جب جہاد سے واپس آتے تو کہتے ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔

صحابۂ کرام نے نفس، شیطان اور خواہشات سے جہاد کو کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے چند وجہوں سے اکبر اور عظیم کہا۔ ایک تو یہ کہ نفس کے ساتھ جہاد ہمیشہ جاری رہتا ہے اور کفار کے ساتھ کبھی کبھی ہوتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد میں غازی اپنے دشمن کو سامنے دیکھتا رہتا ہے مگر شیطان نظر نہیں آتا ہے اور دکھائی دینے والے دشمن کے مقابلے چھپ کر وار کرنے والے دشمن سے لڑائی زیادہ سخت ہوتی ہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ کافر کے ساتھ غازی کی ہمدردیاں بالکل نہیں ہوتیں اور شیطان کے ساتھ جہاد کرنے میں نفس اور خواہشات شیطان کی حامی قوتوں میں شمار ہوتے ہیں۔

مسلمانو! یہ دنیا چند روزہ ہے اس کی رنگینیوں میں مست ہو کر اپنی آخرت برباد مت کرو، ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو، اس کو نیکیوں پر ابھارتے رہو اور برائیوں سے اس کو روکتے رہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ خواہشات سے باز رہنے والوں کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے:
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی۔
(پ٣٠، سورۂ نازعات، اٰیت ٤٠ و ٤١)

ترجمہ: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔

اور فرمارہا ہے: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ (پ ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۴۶)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

موت: حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے

اکثرو من ذکر ھازم اللذات. (سنن ترمذی)

لذتوں کو مٹانے والی (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

اس فرمان میں موت کا کثرت سے ذکر کرنے کو کہا گیا ہے تاکہ انسان موت کو یاد کر کے دنیا کی فانی لذتوں سے کنارہ کش ہوجائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار بندہ بن جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ ارشاد فرمایا ''موت کو کثرت سے یاد کرو اس سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں اور دنیا سے بے رغبتی بڑھتی ہے'' (کنز العمال)

ہوشیار کون؟ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں دسواں شخص تھا جو حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر تھا، ایک انصاری جوان نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! سب سے زیادہ باعزت اور ہوشیار کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور اس کے لیے زبردست تیاری کرتا ہے وہ ہوشیار ہے اور ایسے ہی لوگ دنیا اور آخرت میں باعزت ہوتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ)

ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ آپ نے ایسی جماعت کو دیکھا جو ہنس ہنس کر باتیں کررہے تھے، آپ نے فرمایا: موت کو یاد کرو، رب ذوالجلال کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جو میں جانتا ہوں اگر وہ تمھیں معلوم ہوجائے تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ (احیاء العلوم)

موت کی سختی: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے بعض کافروں نے آپ سے کہا کہ آپ تو فوراً مرے ہوئے کو زندہ کردیا کرتے ہیں کیا پتا وہ نہ بھی مرا ہو، کسی پہلے زمانے کے مردہ کو زندہ کر کے دکھاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم خود ہی بتاؤ کہ کس مردہ کو زندہ کروں، انہوں نے کہا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کو زندہ کر کے دکھاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی قبر پر تشریف لائے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی، وہ خدا کے حکم سے زندہ ہوگئے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے۔ آپ نے فرمایا! اے سام یہ سفیدی کیسی ہے یہ آپ کے زمانے میں تو نہیں تھی۔ انہوں نے کہا جب میں نے آپ کی آواز سنی تو میں سمجھا کہ شاید قیامت قائم ہوگئی، قیامت کے خوف سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تمہیں انتقال کئے ہوئے کتنے برس ہوگئے؟ وہ بولے کہ پورے چار ہزار برس اور اب تک موت کی تلخی اور نزع کے وقت کی تکلیف اور بے چینی باقی ہے۔ (درۃ الواعظین)

ذرا غور کرو کہ نزع کے وقت انسان کو کتنی تکلیف ہوتی ہے کہ چار ہزار سال کا لمبا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی نزع کے وقت کی تکلیف اور بے چینی نہ گئی۔

فرمان نبوی ہے ''اگر تمہاری طرح جانور موت کو جان لیتے تو ان میں کوئی موٹا جانور کھانے کو نہ ملتا''۔ (کنز العمال)

یعنی موت کا جتنا علم انسان کو ہے اگر اتنا علم جانوروں کو ہوتا تو وہ سب موت کے خوف سے سوکھ جاتے اور کوئی موٹا جانور کھانے کو نہ ملتا۔

قبر کے حالات:

اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

انسان کو اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی جس منزل کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ قبر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔ (پ: ۳۰، سورۂ تکاثر، آیت ۱)

ترجمہ: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھ لیا۔

فرمان نبوی ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے اے انسان! تجھ پر افسوس ہے، تجھے میرے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈالا تھا؟ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میں آزمائشوں اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، جب تو مجھ پر سے آگے پیچھے قدم رکھتا گذرا کرتا تھا تو تجھے کون ساغرور گھیرے ہوتا تھا؟ اگر میت نیک ہوتی ہے تو اس کی طرف سے کوئی جواب دینے والا قبر کو جواب دیتا

ہے: کیا تجھے معلوم نہیں ہے یہ شخص نیکیوں کا حکم دیتا اور برائیوں سے روکا کرتا تھا۔ قبر کہتی ہے جب تو میں اس کے لیے سبزے میں تبدیل ہو جاؤں گی، اس کا جسم نورانی بن جائے گا اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے قرب رحمت میں جائے گی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

محمد بن صبیح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ جب آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اسے عذاب دیا جاتا ہے تو اس کے قریبی مردے کہتے ہیں اے اپنے بھائیوں اور ہم سایوں کے بعد دنیا میں رہنے والے! کیا تو نے ہمارے جانے سے کوئی نصیحت حاصل نہ کی اور تیرے سامنے ہمارا مر کر قبروں میں دفن ہو جانا کوئی قابل غور بات نہ تھی؟ تو نے ہماری موت سے ہمارے اعمال ختم ہوتے دیکھے، لیکن تو زندہ رہا اور تجھے عمل کرنے کی مہلت دی گئی مگر تو نے اس مہلت کو غنیمت نہ جانا اور نیک اعمال نہ کئے۔ اور اس سے زمین کا وہ ٹکڑا کہتا ہے اے ظاہری دنیا پر اترانے والے! تو نے اپنے ان رشتہ داروں سے عبرت کیوں نہ حاصل کی جو دنیاوی نعمتوں پر اترایا کرتے تھے مگر وہ تیرے سامنے میرے پیٹ میں گم ہو گئے۔ ان کی موت انھیں قبروں میں لے آئی اور تو نے انھیں کندھوں پر سوار ہو کر اس منزل کی طرف آتے دیکھا کہ جس سے کوئی راہ فرار نہیں ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

مسلمانو! نہ معلوم کس وقت موت کا فرشتہ آجائے اور ہمیں اس فانی دنیا کو الوداع کہنا پڑے۔ ابھی جو مہلت ہے اس مہلت کو غنیمت جانو۔ نیک اعمال کرو اور برائیوں سے بچو اور بچاؤ۔

قبر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو جایا کرتی تھی۔ تو کسی نے کہا (اے امیر المومنین) آپ رضی اللہ عنہ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کے پاس کیوں روتے ہیں؟

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یقین رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرمایا ہے کہ قبر سے بڑھ کر خوفناک منظر کبھی میں نے دیکھا ہی نہیں۔ (مشکوٰۃ)

ذرا سوچو! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کا ہر لمحہ ذکر الٰہی میں گزرا کرتا تھا۔ اس کے باوجود بھی وہ عذاب قبر کے خوف سے اتنا روتے تھے کہ آنسوؤں سے داڑھی تر ہو جایا کرتی تھی۔ اور ایک ہم ہیں کہ نیکیاں تو درکنار برائیوں سے باز نہیں آتے۔ کاش کہ ہم غور کریں، غفلت کی نیند سے بیدار ہوں، برائیوں سے باز آئیں اور دوسروں کو باز رکھیں اور دنیا کی رنگینیوں کو چھوڑ کر آخرت کی تیاری کریں۔

جہنم: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَاداً لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰباً۔ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَا اَحْقَاباً۔ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْداً وَلَا شَرَاباً۔ اِلَّا حَمِيْماً وَّغَسَّاقاً۔ جَزَآءً وِّفَاقاً۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَاباً۔ (پ ۳۰، سورۂ نبا، اٰیت ۲۱ تا ۲۵)

ترجمہ: بے شک جہنم تاک میں ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانہ۔ اس میں قرنوں رہیں گے۔ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ۔ جیسے کو تیسا بدلہ۔ بے شک انہیں حساب کا خوف نہ تھا۔

جہنم ایک تاریک اور تکلیف دہ گھر ہے، جتنی بھی آفتیں، مصیبتیں اور تکلیفیں ہو سکتی ہیں وہ سب اس میں ہیں۔ انسان جس قدر بھی دوزخ کی آفتوں، مصیبتوں اور تکلیفوں کے بارے میں سوچ سکتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب کا ایک چھوٹا سا حصہ ہوگا۔

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنم سے ڈرنے اور اس سے بچنے اور بچانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ (پ ۱، سورۂ بقرۃ، اٰیت ۲۴)

اور فرماتا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ (پ ۲۸، سورۂ تحریم، اٰیت ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت کرّے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے۔ جہنم کہتا ہے اے رب! یہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو اس کو پناہ دے۔

آتش جہنم کی ہولناکیاں: حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایسے وقت میں

تشریف لائے کہ اس وقت میں اس سے قبل نہیں آتے تھے، حضور ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمایا جبرئیل! کیا بات ہے؟ میں تم کو متغیر دیکھ رہا ہوں۔ جبرئیل نے عرض کی میں اس وقت آپ کے پاس آیا ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دہکانے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا جبرئیل مجھے اس آگ یا جہنم کے بارے میں بتاؤ۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دہکانے کا حکم دیا اور اس میں ایک ہزار سال تک آگ دہکائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، پھر اسے ہزار سال تک مزید بھڑکانے کا حکم ملا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر اسے حکم خداوندی سے ہزار سال تک اور بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ بالکل سیاہ ہوگئی۔ اب وہ سیاہ اور تاریک ہے، نہ اس میں چنگاری روشن ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا بھڑکنا ختم ہوتا ہے اور نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اگر سوئی کے ناکے کے برابر بھی جہنم کو کھول دیا جائے تو تمام اہل زمین فنا ہوجائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، اگر جہنم کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ دنیا والوں پر ظاہر ہوجائے تو زمین کی تمام مخلوق اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے ہلاک ہوجائیں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر جہنم کی زنجیروں کا ایک حلقہ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے، دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے، تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائیں اور وہ حلقہ تحت الثریٰ میں جا ٹھہرے۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا بس جبرئیل بس۔ اتنا تذکرہ ہی کافی ہے، میرے لیے یہ بات انتہائی پریشان کن ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ تب حضور ﷺ نے جبرئیل کو دیکھا، وہ رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا جبرئیل! تم کیوں روتے ہو حالانکہ تمہارا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑا مقام ہے۔ جبرئیل نے عرض کی میں کیوں نہ روؤں؟ میں ہی رونے کا زیادہ حقدار ہوں، کیا خبر علم خدا میں میرا اس مقام کے علاوہ کوئی اور مقام ہو، کیا خبر مجھے کہیں ابلیس کی طرح نہ آزمایا جائے وہ بھی تو فرشتوں میں رہتا تھا اور کیا خبر مجھے ہاروت ماروت کی طرح آزمائش میں نہ ڈال دیا جائے۔ تب حضور ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام دونوں اشک بار ہوگئے اور یہ اشک برابر جاری رہے یہاں تک کہ آواز آئی اے جبرئیل! اے محمد! اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ کرلیا ہے۔ پس اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے۔

(الترغیب والترہیب ج ۴، واخرجہ الطبرانی فی الاوسط)

مسلمانو! جہنم کی ہولناکیوں پر غور کرو اور اس سے پناہ مانگو۔ اور بجوان کاموں سے جن کا بدلہ جہنم ہے۔ اگر تمہیں آگ کے جلانے پر کوئی شک ہے تو ذرا اپنی انگلی اس دنیاوی آگ میں ڈال کر دیکھو تو تمہیں پتا چل جائے گا۔ جب کہ اس دنیاوی آگ کو جہنم کی آگ سے کوئی نسبت نہیں، لیکن سوچو تو جب یہ دنیا کی آگ کا ایک کوئلہ اگر تمہارے جسم پر لگ جائے تو تم چیخنے چلانے لگو اور یہ آگ دنیا کے سخت ترین عذاب میں شمار کی جاتی ہے تو اس جہنم کی آگ کا کیا عالم ہوگا جس سے یہ دنیا کی آگ بھی پناہ مانگتی ہے۔ الامان والحفیظ

جہنم کے عذاب: جہنمیوں کو جہنم میں طرح طرح کے عذابوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان عذابوں پر غور کرو اور عبرت حاصل کرو۔ اور بچوان کاموں سے جن کاموں کی وجہ سے یہ عذاب دیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جہنم کو اکثر یاد کیا کرو کیوں کہ اس کی گرمی سخت، اس کی گہرائی بے حد اور اس میں لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔ (سنن ترمذی)

مروی ہے کہ اگر جہنم کا ہتھوڑا جو لوہے سے تیار کیا ہوا ہے، زمین پر رکھ دیا جائے اور جن وانسان مل کر اسے اٹھانا چاہیں تو اسے اٹھا نہیں سکیں گے۔ (المستدرک علی الصحیحین)

جہنم میں بہت بڑے بڑے سانپ اور بختی اونٹ کے برابر بچھو ہوں گے جو اگر ایک بار کاٹ لے تو اس سے درد، جلن اور بے چینی ہزار سال تک رہے۔ جہنمیوں کو تلچھٹ کی طرح بہت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ جیسے ہی اس پانی کو منہ کے قریب لے جائیں گے اس کی گرمی اور تیزی سے چہرے کی کھال جل کر گر جائے گی۔ گرم پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا اور جہنمیوں کے بدن سے نکلی ہوئی پیپ انہیں پلائی جائے گی۔ کانٹے دار تھوہڑ انہیں کھانے کو دیا جائے گا وہ ایسا ہوگا کہ اگر اس کی ایک بوند دنیا میں آجائے تو اس کی جلن اور بدبو سے ساری دنیا کا رہن سہن برباد ہوجائے۔ جہنمی جب تھوہڑ کو کھائیں گے تو ان کے گلے میں پھنس جائے گا۔ اسے اتارنے کے لیے جب وہ پانی مانگیں گے تو انہیں وہی تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی طرح کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا۔ وہ پانی پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور آنتیں شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عذاب جہنم سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے